کلمہ حق

یہ بھی امریکی ایجنڈے کا حصہ ہے

دہشت گردی کی موجودہ لہر کے بارے میں وفاقی وزیر داخلہ کے اس بیان کے بعد صورت حال کچھ واضح ہوتی جا رہی ہے کہ یہ بھارتی خفیہ ایجنسی "را" اور دیگر بین الاقوامی ایجنسیوں کی کارستانی ہے جس کا مقصد پاکستان کے داخلی امن کو تباہ کر کے جنوبی ایشیا کی معروضی صورت حال میں اس کی مشکلات میں اضافہ کرنا ہے۔ اس دہشت گردی میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ خود میرے شہر گوجرانوالہ میں تحریک جعفریہ کے ڈویژنل صدر اور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے سینئر نائب صدر اعجاز حسین رسول نگری کا قتل ایک شریف شہری اور امن پسند راہنما کا قتل ہے جس کا مجھے ذاتی طور پر بہت افسوس ہے۔ اعجاز رسول نگری شیعہ رہنما تھے مگر ان لوگوں میں سے تھے جو مسائل کو الجھانے کے بجائے سلجھانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ضلعی امن کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے وہ امن کی بحالی کے لیے ہمیشہ سرگرم رہے۔ اہل تشیع کی وکالت پورے اعتماد کے ساتھ کرتے تھے اور مخالفین کی بات بھی حوصلہ کے ساتھ سننے کے عادی تھے۔ میرے ساتھ ان کے اچھے مراسم تھے جب ملتے احترام سے ملتے اور مشترکہ مسائل پر تعاون کی راہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے۔ ان کے علاوہ ملک کے دوسرے شہروں میں شیعہ رہنماؤں اور کچھ مقامات پر سنی رہنماؤں کا قتل بھی بہت افسوسناک ہے اور ملک کے ہر باشعور شہری نے اس کی مذمت کی ہے مگر اس قتل عام کی آڑ میں ملک کے مختلف حصوں میں پولیس نے جس وسیع تر ایکشن کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی کم افسوسناک نہیں ہے۔

گوجرانوالہ میں بڑے دینی مدارس مدرسہ نصرت العلوم، مدرسہ اشرف العلوم، جامعہ قاسمیہ، جامعہ حقانیہ، ریحان المدارس اور مدرسہ فیضان سرفراز پر چھاپے مارے گئے۔ مولانا محمد نعیم اللہ اشرفی، حافظ محمد ریاض خان سواتی، حافظ محمد عیاض خان سواتی اور دیگر حضرات کو گرفتار کیا گیا اور ایک محتاط اندازے کے مطابق ضلع گوجرانوالہ میں جن علماء اور دینی کارکنوں کو حراست میں لیا گیا یا انہیں حراست میں لینے کی کوشش کی جا رہی ہے ان کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سپاہ صحابہؓ کے کارکن بھی ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں سے تعلق رکھنے والے علماء کرام بھی ہیں، پاکستان شریعت کونسل کے ارکان بھی ہیں اور ایسے حضرات بھی ہیں جن کا کسی دینی جماعت کے ساتھ کوئی باضابطہ تعلق نہیں ہے مگر پولیس کسی جماعت کی تفریق کیے بغیر ہر اس دیوبندی عالم اور کارکن پر نظر رکھے ہوئے ہے جو کسی نہ کسی حوالہ سے اپنے علاقہ میں متحرک ہے اور ہر وہ دینی مدرسہ پولیس ایکشن کی زد میں ہے جہاں طلبہ کی ایک معقول تعداد دینی تعلیم حاصل کرتی ہے۔ اب ان مدارس سے طلبہ کے نام پتے اور کوائف طلب کیے جا رہے ہیں اور مدارس کے خلاف پولیس کی کاروائی کے انداز سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ سب کچھ ہوا ہی اس لیے ہے کہ اس کی آڑ میں دینی مدارس کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کی کوئی صورت نکالی جائے۔

آج سے آٹھ برس قبل امریکی کی "قومی سلامتی کونسل" کے حوالہ سے عالم اسلام کے بارے میں ایک امریکی پلان کی کچھ تفصیلات سامنے آئی تھیں جو مبینہ طور پر وائس آف امریکہ نے ۲۹ مارچ ۱۹۹۱ء کو نشر کیا تھا، اس کا اردو ترجمہ پاکستان کے معروف دانش ور اور قومی اسمبلی کے مسلم لیگی رکن پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری نے کیا تھا اور ایک معاصر اخبار نے ۲۵ جولائی ۹۲ء کو اسے شائع کیا ہے۔ اس میں واضح طور پر جن اہداف کا اعلان کیا گیا ہے ان میں یہ بات شامل ہے کہ مذہبی قوتوں کو آپس میں لڑانے کی منصوبہ بندی کی جائے، اسلامی سوچ رکھنے والے دانش ور کو اقتدار کے اداروں اور میڈیا سے دور رکھا جائے، عام مسلمانوں کو ان سے دور اور متنفر کرنے کی کوشش کی جائے اور مذہبی جماعتوں کے باہمی جھگڑوں اور تنازعات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

یہ بات اگر کسی امریکی پلان کا باضابطہ حصہ نہ ہو تو بھی امریکہ عالم اسلام میں دینی قوتوں کو کچلنے، اسلامی نظام کی راہ روکنے اور اپنی بالادستی کو مستحکم کرنے کے لیے جو عزائم رکھتا ہے ان کی تکمیل کے لیے مذہبی قوتوں کا باہم دست و گریبان ہونا ضروری ہے کیونکہ عالم اسلام میں امریکی عزائم اور بالادستی کو اگر کوئی قوت چیلنج کر سکتی ہے تو وہ صرف مذہبی قوت ہے۔ باقی کم و بیش سارے طبقے امریکی بالادستی کے سامنے سرنڈر ہو چکے ہیں۔ اس لیے یہ امریکہ کی ضرورت ہے کہ شیعہ اور سنی آپس میں ایک دوسرے کا خون بہائیں، دیوبندی، بریلوی آمنے سامنے محاذ آرا ہوں اور اہل حدیث اور حنفی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوں۔

پس منظر میں اب تک کے حالات کے پیش نظر جو خدشات محسوس ہو رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے نام سے اس باہمی قتل و قتال کا دائرہ وسیع کیا جائے گا اور اس کے لیے اگلے دو ماہ بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اکتوبر اور نومبر میں دینی حلقوں کے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں۔ مریدکے میں لشکر طیبہ، ملتان میں بریلوی مکتب فکر کی

دعوت اسلامی' رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت اور دیگر دینی جماعتوں کے اجتماعات تسلسل کے ساتھ ان دو مہینوں میں ہو رہے ہیں۔ چند سال قبل انہی اجتماعات کو دیکھ کر ایک مغربی صحافی نے لکھا تھا کہ "وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پاکستان میں بنیاد پرست اتنی بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔" اس لیے امریکہ کی مجبوری ہے کہ وہ اگر جنوبی ایشیا میں اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھانا چاہتا ہے تو ان اجتماعات کی قوت کو آپس میں الجھا دے اور خاص طور پر اس دیوبندی حلقہ کے گرد مختلف قسم کی سازشوں کا حصار سخت کرتا جائے جسے نہ صرف امریکہ بلکہ تمام مغربی قوتیں جنوبی ایشیا میں اپنا اصل حریف سمجھتی ہیں۔ اس لیے ہم ملک بھر کی دینی قوتوں سے بالعموم اور دیوبندی مکتب فکر کی جماعتوں سے بالخصوص عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اس سازش کو پہچانیں اور عالمی استعمار کے اس مقصد کو سمجھیں کہ وہ انہیں مختلف محاذوں پر الجھا کر ان کی توجہ خود سے ہٹانا چاہتا ہے تاکہ وہ پاکستان پر دباؤ ڈال کر اسے اپنے ایجنڈے پر چلنے کے لیے آمادہ کر سکے۔

اس کے ساتھ ہی ملک کے حکمران طبقات مثلاً بیوروکریسی' فوج' صنعتکار اور جاگیردار طبقوں کے ان افراد سے بھی ہم یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں جو پاکستان کی سالمیت' قومی خود مختاری اور اسلامی اقدار کے تحفظ سے دلچسپی رکھتے ہیں کہ اب امریکی یلغار کے راستہ میں آپ کی "آخری دفاعی لائن" یہی مذہبی طبقہ ہے' دینی جماعتیں ہیں' دینی مدارس ہیں اور مختلف مکاتب فکر کے سنجیدہ علمی حلقے ہیں۔ اس دفاعی لائن کو خود اپنے ہاتھوں سے کمزور نہ کیجئے اور اس دفاعی لائن کو توڑنے کی عالمی سازشوں کا ادراک حاصل کر کے ان کا توڑ کیجئے ورنہ اس کے بعد کچھ بھی نہیں بچے گا۔ یہ بات حکمران طبقات کے ہر ہر فرد کو یاد رکھنی چاہیے کہ دینی حلقے تو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر عالمی استعمار کے خلاف صف آراء ہیں' وہ موت کی وادی سے گزر کر بھی سرخرو رہیں گے اور تاریخ ان کا نام ہمیشہ احترام سے لے گی مگر ان کے خون کی قیمت پر استعمار سے زندگی اور اس کی سہولتوں کی بھیک مانگنے والے زندہ رہ کر بھی ذلت و رسوائی اور لعنت و پھٹکار سے اپنا دامن نہیں بچا سکیں گے۔

= =

☆ بقیہ تقسیم کشمیر کا قادیانی پلان ☆

لندن میں سرگرم قادیانی دانشوروں کی کوشش ہے کہ بھارت مقبوضہ جموں و کشمیر میں ضلع وار ریفرنڈم پر آمادگی ظاہر کر دے۔ ضلع وار ریفرنڈم کی تجویز اقوام متحدہ کے ایک نمائندے مسٹر ڈکسن نے ۱۹۵۰ء میں بھی پیش کی تھی۔ اس وقت پنڈت نہرو نے اس منصوبے کی حمایت اور لیاقت علی خان نے مخالفت کی تھی۔ ۴۹ سال بعد قادیانی دانشور ایک دفعہ پھر اس منصوبے کو سامنے لا رہے ہیں۔ ضلع وار ریفرنڈم سے لداخ اور جموں بھارت کے پاس جائے گا' آزاد کشمیر پاکستان کے پاس رہے گا اور سری نگر خود مختار بن جائے گا جہاں قادیانی اقتدار میں شامل ہو کر بھارت کے ساتھ جا ملیں گے۔ یہ منصوبہ امریکہ کو قبول ہے کیونکہ کنٹرول لائن کا احترام اعلان واشنگٹن کی اصل روح تھی اور اگر کشمیر تقسیم ہو جائے تو یہ اعلان واشنگٹن کے عین مطابق ہوگا۔ تقسیم کشمیر سے مسلمانوں کو کچھ نہ ملے گا۔ جو کچھ بھی لینا ہے وہ سری نگر اور گرد و نواح میں موجود ۸۰ ہزار قادیانی لیں گے۔ ہم محض قادیانیوں پر لعن طعن کر کے تقسیم کشمیر کی بین الاقوامی سازش کو ناکام نہ بنا پائیں گے بلکہ اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے ان مسلمان لیڈروں کا گریبان بھی پکڑنا ہوگا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے سے مغربی طاقتوں اور قادیانیوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ کشمیر تقسیم ہوگیا تو سری نگر ایئر پورٹ پر کھڑے اسرائیلی طیارے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے لیے ایک مستقل خطرہ بن جائیں گے۔

(بشکریہ اوصاف)

= =

مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج کے نام

راجہ محمد ظفر الحق کا مکتوب

محترمی ڈاکٹر مولانا احمد علی سراج صاحب'
صدر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا جس کے لیے میں شکر گزار ہوں۔ غلام احمد پرویز کی متعدد کتابوں مثلاً" تبویب القرآن' قرآنی فیصلے' مقام حدیث' لغات القرآن اور قرآنی نظام ربوبیت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک ہی بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مسلمات دین کا بڑی دیدہ دلیری سے انکار کیا ہے۔ شریعت کے دوام' جنت و جہنم' نماز اور حج کے بارے میں ان کے خیالات قطعاً" ناقابل برداشت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء اسلام نے اسے فتنہ طراز اور نصوص میں رخنہ انداز پایا۔ ہم کویت کی عدالت عظمیٰ اور مفتی اعظم کے فیصلوں کو مبنی برحق سمجھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ امت مسلمہ آئندہ بھی ان فتنوں سے محفوظ و مامون رہے۔

والسلام: خیر اندیش
راجہ محمد ظفر الحق
وزیر مذہبی امور' زکوٰۃ و عشر و اقلیتی امور
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۲۹ ستمبر ۱۹۹۹ء

از حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

لباس کی اہمیت اور اس کے چند احکام

اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کے لیے لباس کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے نافذ ہے۔ جب شیطان نے جنت میں آدم علیہ السلام کا لباس اتروا دیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں لباس پہننے کا حکم دیا۔ کیونکہ برہنگی خلاف فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لباس پہننے کے حکم کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی باتیں ارشاد فرمائی ہیں اور لباس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ ص ۴۰ میں فرماتے ہیں کہ پوری متمدن دنیا میں بسنے والے انسان خواہ وہ کسی دین، مذہب یا عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں اس بات پر متفق ہیں ان العری شین واللباس زین "لباس پہننا باعث زینت ہے جبکہ برہنگی اور عریانی عیب ہے۔" ستر پوشی اور لباس اچھی چیز ہے۔ اسلام اس کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص فطرت سے نکل جائے اور غیر فطری امور کی انجام دہی سے اپنے مزاج اور طبیعت کو ہی مسخ کر ڈالے تو ایسے شخص کا کوئی اعتبار نہیں ورنہ ہر متمدن شخص لباس کو زینت اور ستر پوشی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ بہرحال یہاں پر اللہ تعالیٰ نے لباس کا تذکرہ بطور احسان فرمایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے یا بنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا "اے آدم کی اولاد! تحقیق ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا ہے۔" یہاں پر لفظ انزلنا غور طلب ہے کیونکہ لباس بنانے کے لیے کپاس تو زمین سے پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اتارنے کا ذکر کیا ہے۔ در اصل اتارنا بعض اوقات پیدا کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے سورۃ حدید میں آتا ہے وانزلنا الحدید یعنی ہم نے لوہا نازل کیا۔ ظاہر ہے کہ لوہا زمین سے نکلتا ہے مگر اس کے لیے بھی نزول کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی فرمایا کہ ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا ہے یعنی پیدا کیا ہے۔ مویشیوں کے متعلق فرمایا وانزل لکم من الانعام ثمانیة ازواج ہم نے تمہارے لیے آٹھ جوڑے مویشی نازل کیے۔ یہاں بھی نازل کرنے سے مراد پیدا کرنا ہی ہے۔

مفسرین کرام لفظ "اتارے" کی یہ توجیہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کپاس، پٹ سن وغیرہ جن سے عام طور پر لباس تیار ہوتا ہے، زمین ہی سے پیدا ہوتی ہیں، اسی طرح جن جانوروں کی اون یا کھال سے لباس بنایا جاتا ہے وہ بھی زمین ہی کی پیداوار ہیں۔ مگر ان اشیاء کی پیداوار اور نشو و نما کے لیے پانی کی اشد ضرورت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ آسمان ہی سے نازل کرتے ہیں۔ اس لیے لباس کو انزلنا کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لباس خیر و برکت کی چیز ہے اور ایسی چیزوں کا نزول اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس لیے طرز کلام میں لباس کو "نازل فرمانا" کہا گیا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے لباس کی غرض و غایت اور اس کے فوائد اس انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ یعنی اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا یواری سواتکم جو تمہارے اعضائے مستورہ کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اعضائے مستورہ کا کھل جانا پوری متمدن دنیا میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اللہ نے لباس کا پہلا فائدہ یہ بتایا کہ یہ تمہاری ستر پوشی کرتا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا، حضور! ہم جسم کا کتنا حصہ کھول سکتے ہیں اور کتنا مخفی رکھیں یا دوسروں کا کتنا حصہ دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا احفظ عورتک او سواتک اپنے اعضائے مستورہ کو چھپاؤ اور کھلا نہ چھوڑو الا من زوجتک او ما ملکت یمینک سوائے اپنی بیوی یا لونڈی کے۔ صحابی نے پھر عرض کیا، حضرت اگر ہم تنہا ہوں تو پھر کیا حکم ہے۔ فرمایا فاللہ احق ان یستحی منہ پھر اللہ کا زیادہ حق ہے کہ انسان اس سے حیا کرے۔ مقصد یہ ہے کہ بلا مقصد تنہائی میں بھی اعضائے مستورہ کھولنے کی اجازت نہیں۔ پھر پردے کا یہ بھی حکم ہے کہ مردوں کے لیے بھی حلال نہیں کہ ایک دوسرے کے مخفی اعضا کو دیکھیں اور نہ عورتوں کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک دوسری کے سامنے بے پردہ ہوں۔ ایک روایت میں اس طرح آتا ہے ملعون من نظر الی سوات احد وہ شخص ملعون ہے جو کسی کے ستر پر نظر ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی حفاظت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے الفخذ عورۃ ران کا بھی پردہ ہے اس لیے محدثین اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو ڈھانپنا فرض عین ہے۔

قرآن و حدیث میں لباس کے متعلق بہت سے احکام صادر ہوئے ہیں۔ محدثین نے اپنی کتابوں میں کتاب اللباس کے نام سے باب باندھے ہیں جن میں اللہ اور اس کے رسول اکرم کے احکام متعلقہ لباس بیان کیے ہیں۔ ویسے بھی عربی کا مقولہ ہے الناس باللباس "لوگ لباس کے ساتھ ہی متمدن نظر آتے ہیں۔" انسان کی حیثیت، وقار اور شان و شوکت لباس ہی سے ہوتی ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ جس لباس